سوال

(268) جائیداد کی وصیت کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

اگر والدین اپنی اولاد کو کسی جائیداد کے متعلق وصیت کر جائیں اور اس میں بے انصافی اور حق تلفی کی گئی ہو، اولاد نافرمانی سے بچنے کے لئے اسے قبول کر لے تو کیا جن بچوں پر زیادتی ہوئی ہے وہ بذریعہ عدالت یا پنچائت اس کی تلافی کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

ہمارے ہاں عام طور پر وصیت کے متعلق افراط و تفریط سے کام لیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں بیشتر اوقات یہ کوتاہی دیکھنے میں آتی ہے کہ جو چیزیں وصیت کے قابل ہوتی ہیں انہیں نظر انداز کر دیا جاتا ہے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ''ایک مسلمان کے شایان شان نہیں کہ وہ کسی قابل وصیت کام کے متعلق وصیت کرنا چاہتا ہو، پھر دو راتیں بھی اس کے بغیر گزار دے، یعنی اس کے پاس ہر وقت وصیت لکھی ہونا چاہیے۔'' [صحیح بخاری، الوصیة: ۲۷۳۸]

چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہر وقت اپنی تحریری وصیت اپنے پاس رکھا کرتے تھے اور وصیت کے متعلق افراط بایں طور پر کیا جاتا ہے کہ جن ورثا کے لئے وصیت ناجائز ہوتی ہے ان کے لئے وصیت کا بندوبست کر دیا جاتا ہے یا جن کے لئے وصیت کرنا جائز ہے ان کے لئے شریعت کی قائم کردہ حد سے زیادہ وصیت کر دی جاتی ہے یا پھر وصیت بے انصافی اور ظلم پر مبنی ہوتی ہے۔ پھر لواحقین اس قسم کی ظلم پر مبنی وصیت کو ایسی پختہ لکیر خیال کرتے ہیں جسے مٹانا یا اس میں ترمیم کرنا ان کے ہاں کبیرہ گناہ ہے۔ حالانکہ اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''ہاں، جو شخص وصیت کرنے والے کی طرف سے جانب داری یا حق تلفی کا اندیشہ رکھتا ہو اگر وہ آپس میں ان کی اصلاح کر دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔'' [البقرۃ: ۱۸۲]

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض غلط وصایا کی اصلاح فرمائی ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک انصاری کی کل جائیداد چھ غلام تھے۔ اس نے وصیت کے ذریعہ انہیں آزاد کر دیا۔ اس کے مرنے اور کفن و دفن کے بعد اس کے ورثا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حقیقت حال سے آپ کو آگاہ کیا تو آپ نے مرنے والے کو سخت برا بھلا کہا، پھر اس کی وصیت کو کالعدم کرتے ہوئے ان چھ غلاموں کے متعلق قرعہ اندازی کی چھ کا ایک تہائی، یعنی دو غلام آزاد کر دیے اور باقی چار ورثا کے حوالے فرما کر ان کے نقصان کی تلافی کر دی۔ [صحیح مسلم، الایمان: ۱۶۶۸]

دیگر روایات میں اس کے متعلق قول شدید کی وضاحت بھی ہے، چنانچہ آپ نے فرمایا: ''اگر ہمیں اس کی حرکت کا پہلے علم ہوتا تو ہم اس کی نماز جنازہ نہ پڑھتے۔'' [مسند امام احمد،

ص: ۴۴۳، ج۴]

بلکہ ایک روایت میں ہے کہ ''ہم اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کرتے۔'' [ابوداؤد، العتق: ۳۹۵۸]

ان احادیث کے پیش نظر ہمیں وصیت کے معاملہ میں احتیاط سے کام لیناچاہیے۔ صورت مسئولہ میں وصیت کے متعلق جوکوتاہی کی گئی ہے لواحقین کوچاہیے کہ پنچائتی سطح پراس کی اصلاح کی جائے تاکہ مرحوم کواخروی بازپرس سے نجات ملے۔ناجائزوصیت کی اصلاح کرناضروری ہے اوریہ قرآن کریم کاایک اہم ضابطہ ہے۔ جس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ [واللہ اعلم]

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ اصحاب الحدیث]

جلد:2 صفحہ:284